**OPEN ACCESS** S

***IRJRS***

***ISSN (Online): 2959-1384***

***ISSN (Print): 2959-2569***

***www.irjrs.com***

**تفسیرمعارف القرآن میں اجماعات کو نقل کرنے کا منہج: ایک تحقیقی جائزہ**

***The Mechanism of Citing Consenses in Tafsir Ma'rif al-Qur'an: An Exploratory Review***

***Imran Khan***

*PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, D.I.Khan*

***Email :*** [*imrankphd@gmail.com*](file:///E:\IRJRS\1۔1\3.2\imrankphd@gmail.com)

*[https://orcid.org/0009-0008-4108-4438]( https://orcid.org/0009-0008-4108-4438)*

***Dr. Manzoor Ahmad***

*Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, D.I.Khan*

***Email :*** [*drmanzoor67@yahoo.com*](file:///E:\IRJRS\1۔1\3.2\drmanzoor67@yahoo.com)

[*https://orcid.org/0000-0001-9396-0825*](https://orcid.org/0000-0001-9396-0825%20)

**Abstract**

This exploratory article delves into the intricate mechanics of citing Ijmaat (Consensus) within the context of Tafsir Ma'rif al-Qur'an. Mufti Shafi's renowned work, Tafsir Ma'rif al-Qur'an, occupies a significant place in Islamic scholarship, particularly for its treatment of Ijmaat. The study examines how Ijmaat, a vital concept in Islamic jurisprudence, is employed and elucidated within this influential Quranic commentary.The article embarks on a comprehensive analysis, dissecting the various instances where Ijmaat is referenced in Tafsir Ma'rif al-Qur'an, elucidating its role in interpreting the Quranic text, and elucidating its theological implications. By scrutinizing the nuances of Mufti Shafi's approach to Ijmaat, this review aims to shed light on the methodology and rationale underpinning its inclusion.Moreover, the article places these findings within the broader context of Islamic exegesis, offering insights into how Mufti Shafi's work contributes to the ongoing discourse on Ijmaat within Quranic commentary. Ultimately, it seeks to provide a deeper understanding of the relationship between Ijmaat and Quranic interpretation, enriching the scholarly dialogue on this critical facet of Islamic jurisprudence and exegesis.

**Key Words**: Mufti Muhammad Shafi, Tafsir Maarif ul Quran, Consenses, Jurisprudence, Exegesis.

## موضوع کاتعارف

اجماع کے لغوی معنوں میں عزم، پختہ ارادہ یا کسی نکتہ پر اتفاق کرلینا شامل ہیں[[1]](#endnote-2)۔ اس سلسلے میں چند فقہاء کرام کی تعریفات پیش کی جارہی ہیں:

"هو اتفاق المجتهدین فی عصر من العصور علی الحکم الشرعی بعد وفاة النبی ﷺ بدلیل "[[2]](#endnote-3)

"اجماع سے مراد آنحضرت ﷺ کے وصال ہونے کے بعد کے زمانے کے (مسلم امت کے) سب علمائے کرام اور مجتہد حضرات کا کسی دلیل کے ساتھ کسی حکم شرعی پر متفق ہوجانا ہے۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجماع کی تعریف کچھ یوں ہے:

"اتفاق امة محمد ﷺخاصة علی امر من الامور الدینیة " [[3]](#endnote-4)

"امت محمد یہ کا دینی امور میں سے کسی امر پر متفق ہونا۔"

امام شوکانی ؒ اجماع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فهو اتفاق مجتهدي أمة محمد ﷺ بعد وفاته فی عصر من العصور علي أمر من الأمور"[[4]](#endnote-5)

"حضرت محمد ﷺ کےوصال کے بعدامت مسلمہ کے مجتہدین حضرات کا کسی بھی دورکے کسی معاملے پر متفق ہونا۔"

قیاس یا اجماع الگ سے کوئی مستقل دلیل شرعی نہیں ہیں اس لئے لازمی ہے کہ اجماع کی بنیاد کسی شرعی اصول پر ہو۔اس لئے اجماع کی صورت میں اس بات کو لازمی طور پر مدنظر رکھنا ہوتا ہے کہ وہ بنیادی اصول قرآن مجید میں یا سنت نبوی ﷺ میں موجود ہوں۔ یا کم از اکم قیاس میں موجود ہوں۔اجماع کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ اہل اجماع کے پاس احکامات کو جاری کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہ حق تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام نے بھی جن مسائل پر اجماع کیا ہے تو کسی اصول پر بحث کرنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کی ہے۔جیسا کہ دادی کی وراثت کے معاملہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کی بیان کی گئی خبر کو بنیاد بنایا گیا۔اور جمع بین المحارم کے سلسلے میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بنیاد بنایا گیا۔ ایسے ہی حقیقی بھائیوں کی موجودگی میں باپ شریک بھائیوں کی وراثت کے معاملے میں بھی ان کا حق وراثت تسلیم کیا گیا۔اس لئے قران و سنت کو اجماع کی بنیاد کہا جاتا ہے۔

## قرآن و سنت کی روشنی میں اجماع کی ضرورت و اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

"اَلْیَوْم اکملت لکم دینکم"[[5]](#endnote-6)

"آج میں نے اپنا دین تمھارے لئے مکمل کردیا ۔"

اللہ تعالیٰ جو کہ حیی قیوم ہے، وہ اپنے دین کو مکمل فرما چکا، نبی اکرم ﷺ وفات پاچکے جو کہ خاتم النبیین تھے، اور قرآن مجید میں محدود احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اب چونکہ ہدایت کے ذرائع کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا ہے۔ اس لئے اب اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق ان مسائل کا حل تلاش کرنے کی سعی کی جائے۔نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

إن الله لا یجتمع أمتي علی الضلالة[[6]](#endnote-7)

"اللہ تعالیٰ میری امت کوگمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔"

دوسری جگہ فرمایا کہ:

"اتبعو سواد الأعظم فإنه من شذ شذ فی النار "[[7]](#endnote-8)

"سواد اعظم (بڑی جماعت ) کی اتباع کرو ، کیونکہ جو الگ ہوا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔"

ایسے ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَاتَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا"[[8]](#endnote-9)

"اور جس نے ہدایت کھل کر سامنے آجانے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کی اور مومنین کے راستے کے سوائے کسی اورراستے کی پیروی کی تواسے ہم اسی طرف لے جائیں گے جدہر وہ خود گیا اور اس نے جانا چاہا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے جو بہت بری رہنے کی جگہ ہے ۔"

مذکورہ آیت کی تشریح کرتےہوئے مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

"اس آیت میں دو چیزوں کا جرم عظیم اور دخول جہنم کاسبب ہونا بیان فرمایا ہے : ایک رسولﷺ کی مخالفت ، اور یہ عیاں ہے کہ رسول اکرم ﷺکی مخالفت ایک کفر اور عظیم وبال ہے دوسرا جس کام پہ ساری امت مسلمہ کرے اس کے برعکس دوسرا راستہ اختیار کرنا ۔"[[9]](#endnote-10)

ان باتوں سے ظاہر ہوا کہ امت کا اجماع بھی حجت ہے، یعنی جس طرح کتاب اللہ اورسنت رسول ﷺ میں بیان کردہ احکامات پر عمل کرنا اور ماننا لازم امر بن جاتا ہے،بعينه مسلمانوں کا جس چیز پر اتفاق ہوجائے اس چیز پر بھی عمل کرنا اور اس کو ماننالازم ہوجاتاہے اوراس کی مخالفت کرنا گناہ بن جاتاہے ۔

## مفسرین کے ہاں اجماع کی اہمیت و مقام

قرآن کریم کے اسرا ر پر مفسرین نے مختلف اسالیب اور طریقوں سے بحث کی ہےاور اجماع بھی ان موضوعات میں سے ہے۔جسے مفسرین نے نہایت اہتمام سے بیان کیا ہےاور انتہائی عرق ریزی سے اس موضوع پر کام کیا ہے۔

علم تفسیر کے آغاز ہی میں آدمی کو احساس ہو جاتا ہےکہ مفسرین اجماع نقل کرنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں اور اس پر بہت توجہ بھی دیتے ہیں۔

آپ کوئی بھی تفسیر اٹھا لیں چاہے نئی ہو یا پرانی آپ کو مختلف علوم کے بے شمار اجماعات ملیں گے:عقید ہ سے متعلق،فقہ سے متعلق، لغت سے متعلق اور تاریخ سے متعلق۔

مفسرین نے ان تمام اجماعات کو بڑے اہتما م سے نقل کیا ہےاور ان میں کوئی کمی نہیں چھوڑی،یہاں تک کہ قرآن مجید کی تفاسیر اجماعات کے اہم مصادر میں شمار کی جاتی ہیں۔

جب آپ تفاسیر کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہوگا کہ اسلامی فنون اجماعات نقل کرنے میں تفاسیر کسی بھی دیگر کتاب سے سب سے آگے ہیں۔

اور آپ دیکھیں گے کہ وہ ہماری جا بجا ان اجماعات کو نقل کرتے ہیں اور ان سے استدلال کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی اجماع ہو جو ان سے چھوٹ گیا ہو۔

مفسرین نے ان اجماعات کو صرف نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے تحقیق و تجزیہ پر بھی بھرپور توجہ دی ہے اور اس پر اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں اور یا تو اس کی تائید کرتے ہیں یا پھر اسے مسترد کر دیتے ہیں ۔

## زیادہ اجماعات نقل کرنے والی تفسیریں

اگر ہم عربی تفاسیر کو دیکھیں کو تفسیر طبری میں سب سے زیادہ اجماعات کو نقل کئے گئے ہیں مگر اردو تفاسیر کے ذخیرہ کی طرف دیکھا جائے تو میری نظر میں تفسیر معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ میں سب سے زیادہ اجماعات نقل کئے گئے ہیں۔اسی وجہ سے تفسیر معارف القرآن کو اردو تفاسیر میں اجماعات کے حوالہ سے ایک مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل تفاسیر میں بھی بہت زیادہ اجماعات نقل کئے گئے ہیں۔

* المحر ر الوجیز لابن عطیہؒ
* البحر المحیط لابی حیان الاندلسیؒ
* البسیط للواحدیؒ
* تفسیر ابن کثیرلابن کثیرؒ
* تفسیر قرطبی للقرطبیؒ
* فتح القدیر للشوکانیؒ

ولشدة عناية المفسرين بالإجماع،فإنهم قل أن يطلعوا على إجماع فى مصدر من المصادر التى يعتمدونها فى تفاسيرهم ،إلا ويقوم المفسر بنقل ذالك الإجماع ،للإستدلال به [[10]](#endnote-11).

مفسرین چونکہ اجماعات کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں تو اسی اہمیت کے پیش نظر جب انہیں کسی معتمد تفسیر میں اجماع نظر آتا ہےتو وہ اسے ضرور نقل کرتے ہیں اور اس سے استدلال بھی کرتے ہیں ۔

مثلا قرطبی ؒاور ابو حیان ؒ زیادہ تر ابن عطیہ ؒ سے اجماعات نقل کرتے ہیں کیونکہ اجماعات کے حوالے سے وہ ابن عطیہ پر اعتماد کرتے ہیں ۔کیونکہ ابن عطیہؒ کی تفسیر کی عظمت اور شان میں اپنی مثال آپ ہے اور دوسری مؤلف کی قوت استدلال اور تفصیلا اقوال کو ذکر کرنے کی وجہ سے وہ زیادہ تر اس تفسیر پر اعتماد کرتے ہیں۔[[11]](#endnote-12)

اسی طرح ابن عطیہ خود زیادہ تر طبریؒ سے اجماع نقل کرتا ہےاور کبھی امام طبری ؒ کی مخالفت بھی کر دیتا ہے۔اسی طرح شوکانی زیادہ تر قرطبی سے اجماعات کو نقل کرتا ہے۔ایسے ہی نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان میں زیادہ تر فتح القدیر للشوکانی سے اجماعات نقل کرتا ہے۔

اور علامہ آلوسیؒ زیادہ تر ابو حیان الاندلسی ؒ کی تفسیر سے اجماعات نقل کرتے ہیں۔اور ابن کثیر ؒ نے اکثر اجماعات طبری ؒ سے نقل کئے ہیں[[12]](#endnote-13)۔

خلاصہ کلام یہ کہ مفسرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں اجماعات کو بہت زیادہ اہمیت دی ہےاور وہ اپنی اپنی تفاسیر میں ان اجماعات میں ان تفاسیر سے نقل کرتے ہیں جن پر انہیں اعتماد ہوتا ہے۔

مگر وہ صرف نقل کرنے پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ وہ اس بارے میں کبھی اس اجماع کی تائید کرتے ہیں اور کبھی اختلاف بھی کرتے ہیں اور کبھی ایسا اجماع بھی ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے اس موقع پر ذکر نہیں کیا ہوتاہے۔

## اجماعات میں تفسیر معارف القرآن کا منہج

تفسیر معارف القرآن کو اردو تفاسیر میں مصدر و مرجع کی حیثیت حاصل ہےکیونکہ تفسیر معارف القرآن میں اجماعات کو انتہائی اہمیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

مگر چونکہ معارف القرآن فقہی تفسیر ہےاس لئے اس میں زیادہ ترجو اجماعات نقل ہوئے ہیں وہ احکام کے حوالے سے ہیں اور اس میں بھی زیادہ تران اجماعات کو نقل کیا گیا ہے جو احناف کا مذہب ہے۔

اجماعات ذکر کرنے میں مفتی محمدشفیع ؒ کا منہج

اجماعات کی تعداد چونکہ بہت زیادہ ہے اس لئے مفسرین اجماع کو نقل نہیں کیونکہ تمام اجماعات کا نقل کرنا بہت مشکل ہے۔اس لئے مفتی شفیعؒ بھی تمام اجماعات کو نقل نہیں کرتے البتہ کسی خاص فائدہ و مقصد کی وجہ سے ہی اس کو ذکر کرتے ہیں ۔

جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

## مخالفین پر رد

مختلف اقوال میں وہ مخالفین پر رد کیلئے اجماع کو ذکر کرتے ہیں ۔

جیسے تین طلاق کے مسئلہ پر وہ صحابہ کا اجماع [[13]](#endnote-14)نقل کرنے کے بعد مخالفین کی دلیل ذکر کرتے ہیں پھر اس کا تفصیلی رد بھی کرتے ہیں ۔

## محل نزاع کی تعیین

کسی لفظ کی تفسیر یا معنی میں جب اختلاف ہوتا ہےتو وہ محل نزاع کی تعیین کرتے ہیں ۔اور پھر اجماع نقل کرتے ہیں۔

جیسا کہ مدت رضاعت میں حملہ وفصالہ کے معنی میں دو سال اور ڈھائی سال کا اختلاف ہے تو اس نزاع کو ختم کرنے کیلئے اجماع ذکر کیاکہ ڈھائی سال بعد کسی طور پر اجماعا دودھ پلانا حرام ہے[[14]](#endnote-15)۔

کسی قول کو دوسرے اقوال پر ترجیح دینا۔

ایسا عموما وہ فقہی مذاہب میں احناف کے قول کو ترجیح دینے کیلئےاجماع نقل کرتے ہیں۔

جیسے خنزیر کے تمام اجزاء کی حرمت میں احناف کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے اس پر اجماع نقل کر دیا جبکہ اسکے بال ،کھال وغیرھم پر دیگر فقھاء کا دباغت کے بعد استعمال پر اختلاف موجود ہے[[15]](#endnote-16)۔

کسی فاسد معنی کے توہم کو دور کرنے کیلئے

مفتی صاحب اس وجہ سے بھی اجماع نقل کرتے ہیں تاکہ کسی فاسد معنی کااحتمال ہی ختم ہوجائے۔

جیسے اس کی مثال ختم نبوت پر اجماع نقل کیا کہہ اس سے مراد آخری نبی حضرت محمد ﷺہیں باطل فرقے ختم کے جو فاسد معنی کرتے ہیں مفتی صاحب نےاجماع ذکر کرکے ان معانی کو رد کر دیا[[16]](#endnote-17)۔

جب کوئی لفظ اپنے مراد پر دلالت نہ کرتا ہو

یعنی جب کوئی لفظ اپنی مراد پر دلالت نہ کرتا ہو تو مفتی صاحب ؒ اس مراد کی وضاحت کرنے کیلئے بھی اجماع کو نقل کرتے ہیں تاکہ کسی دوسرےمعنی کا احتمال نہ رہے۔

جیسے ربا یعنی سود پر تفصیلی اجماع ذکر کر کے ربا کا معنی واضح کر دیا کہ ربا شرعی کیا ہے[[17]](#endnote-18)۔

آیت کی تفسیر جب ظاہر کے خلاف ہو

یعنی جب آیت کی تفسیر ظاہر کے خلاف ہو تو وہاں بھی مفتی شفیع ؒ آیت کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں اور اس کا مطلب واضح کرتے ہیں اور اس پر اجماع ذکر کرتے ہیں۔

جیسے سورۃ البقرہ کی آیت 180 ظاہر کرتی ہے کہ وصیت کرنا فرض ہے مگر مفتی صاحب نے اجماع نقل کر دیاکہ اب یہ حکم منسوخ ہے[[18]](#endnote-19)۔

کسی مطلق کو مقید کرنے کیلئے

یعنی جب کوئی حکم مطلق ہو مگر اسکی مراد مقید ہو تو اس بات کی وضاحت بھی ذکر کر دیتے ہیں اور اس پر اجماع نقل کرتے ہیں۔

جیسےمفتی محمد شفیع ؒ لکھتے ہیں کہ رَفَث" کے لفظی معنی اگرچہ عام ہیں، ایک مرد بیوی سے اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے جو کچھ کرتا یا کہتا ہے وہ سب اس میں شامل ہے لیکن باتفاقِ امت اس جگہ اس سے مراد جماع ہے[[19]](#endnote-20)۔یہاں مطلق معنی کو مقید کر دیا۔

کسی مبہم کی وضاحت کیلئے

یعنی جب کوئی بات مبہم ہو تو اسکی وضاحت کیلئے بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ جیسے یہا ں شطر کے دو معانی آتے ہیں ایک نصف شے اور دوسرا سمت کیلئے ،مفتی شفیع نے سورۃ البقرہ کی آیت 144 مین دونوں معانی ذکر کرکے بتا دیا کہ یہاں اجماعا مراد سمت ہے[[20]](#endnote-21)۔

## تفسیر میں اجماع اور اختلاف، مفسرین کا اجماع کو ذکر کرنے کے اسباب اور فوائد

تفسیر میں اجماع اور اختلاف تنوع اور اختلاف تضاد

اجماع فی التفسیر کا مطلب ہے کہ آیت کی تفسیر میں کسی معنی پر اجماع ہو۔اور اختلاف فی التفسیر کا مطلب ہے کہ آیت کے معنی میں اتفاق نہ ہونا۔

لہذا اجماع اختلاف کا متضاد اور تقابل ہے۔اس لئے چند باتیں ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔

احکام کی بنسبت تفسیر میں اختلاف بہت کم ہے جیسا کہ ابن تیمیہ ؒ نے فرمایا ہے:

الخلاف بين السلف في التفسير قليل، وخلافهم في الأحكام أكثر من خلافهم في التفسير.[[21]](#endnote-22)

اسلاف میں تفسیر میں بہت کم اختلاف ہےاور ان میں اختلاف تفسیر کی بنسبت احکام میں بہت زیادہ ہے۔

تفسیر میں جو اختلاف ہے وہ زیادہ تر اختلاف تنوع ہے۔جیسا کہ ابن تیمیہ ؒ نے فرمایا :

وغالب ما يصح عنهم من الخلاف: يرجع إلى اختلاف تنوع، لا إلى اختلاف تضاد[[22]](#endnote-23)

مفسرین کا زیادہ تر اختلاف اختلاف تنوع ہے نہ کہ اختلاف تضاد

اورا ختلاف تنوع اختلاف کی وہ قسم ہےجو اجماع کیلئے مانع نہیں ہےاور اس سے اجماع پر کوئی فرق نہین پڑتا جسے ہم آگت تفصیل سے بتائیں گے۔

اختلاف تنوع کی تعریف

هو أن تحمل الآية على جميع ما قيل فيها إذا كانت معان صحيحة غير متعارضة. فتلك الأقوال وإن كانت مختلفة ولكنها غير متضادة، فالجمع بينهما ممكن ، والقول بها جميعا في تفسير الآية مطلوب[[23]](#endnote-24)۔

آیت میں جتنے اقوال ہیں وہ تمام معانی مراد لئے جائیں جبکہ وہ معانی صحیح ہوں اور آپس میں متعارض نہ ہوں ۔

تو یہ اقوال اگرچہ آپس میں مختلف ہوتے ہیں مگر متضاد نہیں ہوتےاور ان تمام معانی کو مراد لینا اور سب کو جمع کرنا ممکن ہوتا ہے۔

## اختلاف تنوع کی اقسام

ذكر العلماء أن اختلاف التنوع له أربعة أقسام:

أن يعبر كل واحد من المفسرين عن المعنى المراد بعبارة غير عبارة صاحبه، تدل على معنى في المسمى غير المعنى الآخر مع اتحاد المسمى.أن يذكر كل مفسر من الاسم العام بعض أنواعه على سبيل المثال.أن يكون اللفظ محتملا لأمرين: إما لأنه مشترك في اللغة، أو لأنه متواطئ.أن يعبروا عن المعنى بألفاظ متقاربة[[24]](#endnote-25) .

علماء نےاختلاف تنوع کی چار اقسام ذکر کی ہیں۔

1. ہر مفسر اپنے الفاظ میں آیت کا معنی بتائے۔ بایں طور کہ مسمی تو ایک ہی ہوتا ہے البتہ مسمی میں موجود معنی ہر مفسر الگ الگ بیان کرے۔
2. ہر مفسر عام کی بعض انواع کو بطور مثال ذکر کرے۔
3. لفظ ایسا ہو کہ اس میں دونوں معانی کا احتمال موجود ہو، مشترک یا متواطی ہونے کی وجہ سے۔
4. ہر مفسر متقارب الفاظ سے آیت کا معنی بیان کرے۔

لھذا اختلاف تنوع کی یہ تمام اقسام اجماع کیلئے مانع نہیں ہیں اور ان تمام اقوال کے باوجود اجماع ہوسکتا ہےکیونکہ یہ تمام معانی مراد ہوسکتے ہیں۔

لہذا اگر کوئی مفسر اس طور پر اجماع نقل کرے کہ اس میں وہ سارے معانی مراد ہو سکتے ھوں اور کسی بھی معنی کا الغاء نہ ہو تو یہ اجماع صحیح ہے اور اس طرح کا اختلاف اجماع کے خلاف نہیں ھے۔

لیکن اگر کوئی مفسر کسی ایک قول پر اجماع نقل کرے تو چونکہ اس صورت میں دیگر معانی کی نفی ہوتی ہے اس لئے اس صورت میں تفصیل طلب کی جائے گی کہ مفسر کی مراد کیا ہے؟ جس معنی پر اجماع نقل کیا گیا ہے وہ بھی من جملہ ان معانی میں سے ایک ہے؟ یا صرف وہی معنی مراد ہے اور دیگر معانی کی نفی کی گئی ہے؟ اگر دوسری صورت ہے تو پھر اجماع صحیح نہیں کیونکہ اختلاف موجود ہے۔ اور پہلی صورت ہے تو مطلقا اجماع کو صحیح نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ غالب یہی ہے کہ اجماع صحیح ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ اختلاف تنوع سے اجماع پر کوئی فرق نہیں پڑتا بشرطیکہ اسے اس طور پر نقل کا گیا ہو کہ سارے اقوال مراد ہو سکتے ہوں۔ اور کسی کی بھی نفی نہ کی جائے۔ اس صورت کے علاوہ ھو تو پھر اختلاف اجماع پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

اختلاف تضاد کی تعریف

هو أن يرد في معنى الآية قولان متنافيان بحيث يتعين من قبول أحدهما رد الآخر [[25]](#endnote-26)

آیت کی تعریف میں دو متضاد اور متعارض اقوال اس طور پر ذکر کرنا کہ ایک قول کو قبول کریں تو دوسرا خود بخود مسترد ہو جائے۔

کیونکہ دو متضاد چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔جب ہم ایک قول کی تعیین کریں گے تو دوسرا خود بخود ختم ہو جائے گا۔اور ظاہر ہے کہ اختلاف حق کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

یعنی دونوں معانی آپس میں متضاد ہوں اور چونکہ ضدین آپس میں جمع نہیں ہو سکتے ہیں، لہذا کسی ایک کے مراد لینے سے دوسرے معنی کی خود بخود نفی ہو جاتی ہو۔

ایسی صورت میں ظاھر ہے کہ اجماع نہیں ہو سکتا۔ اور یہ صورت اجماع کے بالکل خلاف ہے۔

## مفسرین کے اجماع کو ذکر کرنے کے اسبا ب اور فوائد

اجماع کو ذکر کرنے کے اسباب

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ اجماعات کی انتہائی کثرت کی وجہ سے مفسرین اسے ہر جگہ ذکر نہیں کرتے ،کیونکہ ان کاحصر بہت مشکل ہے۔اس لئے مفسرین کسی خاص مقصد و ضرورت کے تحت ہی اجماع ذکر کرتے ہیں۔

اہم اسباب یہ ہیں:

1. مخالفین پر رد
2. محل نزاع کی تعیین
3. کسی قول کو دوسرے قول پر ترجیح دینا
4. کسی فاسد معنی کے توھم کو ختم کرنے کیلئے
5. جب کوئی لفظ اپنی مراد پر دلالت نہ کرتا ہو
6. آیت کی تفسیر جب ظاہر کے خلاف ہو
7. کسی مطلق کو مقید کرنے کیلئے
8. کسی مبھم کو بیان کرنے کیلئے[[26]](#endnote-27)

ان سب کی تفصیل پہلے اجماعات میں تفسیر معارف القرآن کی خصوصیت کے تحت گزر چکی ہے۔

## مفسرین کی اجماع کی مخالفت کے اسباب

علماء نے تفاسیر میں اجماع کی مخالفت کے کئی اسبا ب لکھے ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہیں:

خواہشات کی اتباع

اجماع کی مخالفت کی یہ سب سے بڑی وجہ ہے ۔خواہشات کی اتباع کرنے والا اسلاف سے منقول اجماعی مسائل میں اختلاف کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو اپنے اصلی معانی سے پھیر دیتا ہےاور تفسیر کے نام پر اس مین تحریف کرتا ہےمحض اپنی خواہش کی اتباع کیلئے۔

بدعت

بدعت کی وجہ سے بھی عموما مفسر اجماع کی مخالفت کرتا ہے[[27]](#endnote-28)،چنانچہ اہل بدعت اپنے باطل عقائد پر خواہ مخواہ قرآنی آیات کی انطباق کرتے ہیں اگرچہ ہو سلف کے اجماع کے مخالف ہو۔

جیسے قدریہ،جہمیہ،مرجئہ،معتزلہ،خوارج،روافض وغیرہ کے،انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کے اصولوں پر تفاسیر لکھی ہیں[[28]](#endnote-29)۔

سلف کے اجماعات اور آثار کے متعلق علم کی کمی

اس علمی کمی کی وجہ سےوہ صحیح اور ضعیف روایات میں تمییز نہیں کر سکتے۔یہی وجہ ہے کہ آپ اصل بدعت کو دیکھیں گےکہ اہل بدعت کو صحابہ و تابعین [[29]](#endnote-30)کے اقوال کے متعلق بہت کم معلومات ہوتی ہیں۔

جس کی وجہ سے وہ ایسی باتوں سے متعلق بھی اختلاف کرتے ہیں جس کے بارے میں سلف کا اجماع ہوتا ہے۔اور کبھی ایسا ہوتاہے کہ کسی آیت کی تفسیر میں سلف سے دو قول منقول ہوتے ہیں اور یہ انکی طرف سے اجماع ہوتا ہے کہ اس میں تیسرا کوئی قول نہیں ہےلیکن بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور دیگر اقوال نقل کرتے ہیں اور اس اجماع کی مخالفت کرتے ہیں[[30]](#endnote-31)۔

صرف لغت کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر

من غير نظر إلى المتكلم وبالقرآن، والمنزل عليه، المخاطب به، فلم يراعوا ما يصلح للمتكلم به، ولبيان الكلام[[31]](#endnote-32)

یعنی متکلم قرآن اور جس پر قرآن نازل ہوا اور جو اس کا مخاطب ہےاس کی رعایت کئے بغیر صرف عربی لغت کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر کرنا،چنانچہ نہ وہ متکلم کی رعایت کرتے ہیں نہ کلام کی۔

اقوال شاذہ کا اعتبار کرنا

حيث يذكر بعض المفسرين الخلاف في مسألة قد وقع فيها إجماع سابق، فلا يعتد لهذا القول لشذوذه في مخالفة الإجماع[[32]](#endnote-33)۔

بعض مفسرین کسی ایسے مسئلہ میں اختلاف ذکر کرتے ہیں جس میں پہلے اجماع ہو چکا ہے۔لہذا کسی بھی ایسے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گااجماع کے مخالف ہونے کی وجہ سے۔

انعقاد اجماع کے بعد کوئی قول کرنا

ایسی مخالفت جو اجماع کے منعقد ہونے کے بعد کی گئی ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں ۔

ضعیف روایات پر اعتماد کرنا۔

ضعیف روایات پر اعتماد کرنے کی وجہ سے بھی بعض مفسرین کسی ایسے مسئلہ کے بارےاختلاف کرتے ہیں جس میں پہلے سے اجماع ہوچکا ہوتا ہے۔ لہذا کسی بھی ایسی ضعیف روایت پر اعتماد نہیں کیا جائے گااجماع کے مخالف ہونے کی وجہ سے۔

سلف سے منقول اختلاف کو نہ سمجھنا

عدم فهم الخلاف الوارد عن السلف: فكثير من الخلاف الوارد عن السلف من باب اختلاف التنوع، فيأتي من المتأخرين من يحمله على اختلاف التضاد[[33]](#endnote-34)۔

کیونکہ سلف سے منقول بہت سے اختلافات ،اختلاف تنوع ہوتے ہیں اور بعد والے یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ اختلاف تضاد ہے۔

## نتائج البحث:

بہت سے علماء اور تحقیقی مقالہ جات[[34]](#endnote-35) میں اجماع کے فوائد بیان کئے گئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ اجماع شریعت اسلامیہ کا بنیادی مصدر ہے۔اور یہ اجماع شریعت اسلامیہ کا بنیادی مصدر ہے،اور یہ اجماع شریعت کے احکام کو خلود و دوام بخشتا ہےکہ یہ ہر جگہ اور زمانے میں قابل عمل ہےکیونکہ مجتہدین امت کو ہر زمانے میں یہ اجازت ہے کہ وہ ہر نئے واقع کے بارے میں کوئی رائے قائم کریں اور قرآن و سنت اور قیاس کے ذریعے اس بارے کوئی حکم صادر فرمائیں[[35]](#endnote-36)۔

2۔ اجماع کے مسائل کو اجاگر کرنے سے مذاہب فقہیہ کے اختلاف کے باوجود امت میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا ہوتی ہےاور یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جن مسائل میں اختلاف ہےوہ مسائل فرعیہ ہیں۔اور اصول دین سمیت بہت سے مسائل پر امت کا اتحاد و اجماع ہے۔

3۔ اجماع سے ان مسائل اور امور کا حجم معلوم ہوتا ہے جس پر امت کا اجماع ہےکہ ان مسائل میں گمراہ لوگ کوئی فساد اور تحریف نہیں کر سکتے۔اور ان لوگوں پر بھی رد ہو جاتا ہےجو یہ کہتے ہیں کہ امت میں توہر چیز میں اختلاف ہےتو ان کو کون سی چیز متحد کرے گی۔تو گویا اجماع امت کے اتحاد و یگانگت قائم رکھنے کا اہم ذریعہ بھی ہے۔

4۔وہ سند جس پر اجماع قائم ہوتا ہے بعض اوقات وہ ظنی ہوتا ہےتو اس پر اجماع سبب بن جاتا ہےحکم کے مرتبے کا کہ اس کا رتبہ بلند ہوجاتا ہے۔یعنی وہ حکم ظنی سے قطعی کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہےکیوں کہ اجماع ایسے معاملات پر ہی ہوتا ہے جس بارے نص نہ ہو۔

5۔ قرآن یا سنت یا قیاس سے ثابت ہونے والا حکم اگر ظنی ہو یعنی وہ حکم مراد ہونے کا گمان غالب ہو تو اجماع اسے قطعی اور یقینی بنا دیتا ہے جس کے بعد کسی فقیہ کو اس سے اختلاف کا جواز باقی نہیں رہتا۔ اور اگر وہ حکم پہلے ہی قطعی تھا تو اجماع اس کی قطعیت میں مزید قوت اور تاکید پیدا کر دیتا ہے۔

6۔اجماع جس دلیل شرعی پر مبنی ہو بعد کے لوگوں کو اس دلیل کے پرکھنے کی اور اس میں غور و فکر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ان کو اس مسئلہ پر اعتماد کرنے کے لئے بس اتنی دلیل کافی ہوتی ہے کہ فلاں زمانہ کے تمام مجتہدین کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ انہوں نے کس دلیل شرعی کی بنیاد پر یہ اجتماع فیصلہ کیا تھا ؟ یہ جاننے کی ضرورت بعد کے لوگوں کو نہیں رہتی۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

**حوالہ جات(References)**

1. لاہوری، حافظ عمران ایوب ، فقہ الحدیث ، فقہ الحدیث پبلیکشنز لاہور، مطبوعہ حمید پرنٹر ،اجماع کی تعریف : ج:1، ص: 66، نعمانی کتب خانہ ، فروری 2004ع [↑](#endnote-ref-2)
2. ایضاً ص67 [↑](#endnote-ref-3)
3. ڈاکٹر فاروق حسن، فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت سے عصر حاضر تک، دارالاشاعت،اکتوبر 2006، حصہ دوم،ص :757 [↑](#endnote-ref-4)
4. ایضاً [↑](#endnote-ref-5)
5. المائدہ05:آیت:03 [↑](#endnote-ref-6)
6. تبریزی ،محمد بن عبداللہ خطیب ، مشکواۃ المصابیح ،(اردو) ،مکتبہ اسلامیہ ، طباعت 2013ع ، حدیث 173، ج:1، ص:93 [↑](#endnote-ref-7)
7. ایضاً ، ، حدیث :174، ج: 1،ص؛94 [↑](#endnote-ref-8)
8. النساء 4، آیت 115 [↑](#endnote-ref-9)
9. عثمانی، محمد شفیع مفتی ، معارف القرآن: طبع : اول، ربیع الاول 1399ھ، فروری 1979ع ، ج: 02، ص: 546 [↑](#endnote-ref-10)
10. الخضیری، الشيخ محمد بن عبد العزيزبن أحمد الحضيرى ، الإجماع فى التفسير، رسالة ماجستير ،الناشر دار الوطن،ص89 [↑](#endnote-ref-11)
11. Ahmad, Shakil, and saad jaffar. 2021. “مقاصدشریعت اوراس کی بنیادپر اجتہاد: ایک تحقیقی جائزہ: Concitation on the Basis of Maqasid Shari’ah:A Research Survey”. *Al-Duhaa* 1 (02):197-216 [↑](#endnote-ref-12)
12. الخضیری، الاجماع فی التفسیر،ص89 [↑](#endnote-ref-13)
13. مفتی شفیع، معارف القرآن ج 1 ص 566 [↑](#endnote-ref-14)
14. مفتی محمد شفیع، معارف القرآن،ج1ص 580 [↑](#endnote-ref-15)
15. ایضا،ج1ص421 [↑](#endnote-ref-16)
16. ایضا،ج1ص113 [↑](#endnote-ref-17)
17. ایضا ،ج1ص668 [↑](#endnote-ref-18)
18. مفتی شفیع، معارف القرآن ، ج 1 ص 439-440 [↑](#endnote-ref-19)
19. مفتی شفیع، معارف القرآن ،ج 1 ص 454 [↑](#endnote-ref-20)
20. ایضا،ج1ص 381 [↑](#endnote-ref-21)
21. ابن تیمیہ، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد بن تيمية الحراني الحنبلي، الدمشقي، مقدمة التفسير ضمن مجموع الفتاوى،ج13ص333، مقدمة في أصول التفسير، الناشر: دار مكتبة الحياة، بيروت – لبنان، ج1ص9 [↑](#endnote-ref-22)
22. ایضا [↑](#endnote-ref-23)
23. الدكتور صلاح عبد الفتاح الخالدي،تعريف الدارسين بمناهج المفسرين: ص 83، الناشر: دار القلم – دمشق. الطبعة الرابعة، فصول في أصول التفسير: 57، اسباب اختلاف المفسرين: ص 16. [↑](#endnote-ref-24)
24. ابن تیمیہ، مقدمة في أصول التفسير،ص42 -43 ، مساعد بن سليمان الطيار،فصول في أصول التفسير، ص58، [↑](#endnote-ref-25)
25. مساعد بن سلیمان، فصول في أصول التفسير، ص 57، صلاح الدین الخالدی،تعريف الدارسين ،ص 83، أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن تيمية ،اقتضاء الصراط المستقيم، ص 34، مكتبة الرشد،الرياض. [↑](#endnote-ref-26)
26. الخضیری، الإجماع في التفسير،ص 109، محمد صالح محمد سليمان ،اختلاف السلف في التفسير،، دار ابن الجوزي ، المملكة العربية السعودية،ص172 [↑](#endnote-ref-27)
27. ابن تیمیہ،مقدمۃ التفسیر ضمن مجموع الفتاوی،ج13ص355- 356 [↑](#endnote-ref-28)
28. دیکھئے: أبي إسحاق إبراهيم بن موسى الشاطبي ،الموافقات، ج3ص77، الدكتور هشام بن إسماعيل الصيني ،الاعتصام، درا ابن الجوزي، ج1ص231، الخضیری،الإجماع في التفسير،ص 111،112. [↑](#endnote-ref-29)
29. الخضیری،الاجماع فی التفسیر،ص111 ، أمير بادشاه؛ محمد أمين بن محمود البخاري، تیسیر التحریر، مصطفى البابي الحلبي، ج3ص277 [↑](#endnote-ref-30)
30. ابن تیمیہ، رسالۃ الفرقان بین الحق و الباطل ضمن مجموع الفتاوی،ج13ص 355-356 [↑](#endnote-ref-31)
31. ابن تیمیہ،مقدمۃ التفسیر ضمن مجموع الفتاوی،ج13ص355- 356 [↑](#endnote-ref-32)
32. الخضیری،اجماع فی التفسیر،ص117 [↑](#endnote-ref-33)
33. ایضا،ص121 [↑](#endnote-ref-34)
34. ابن تیمیہ، مجموع الفتاوى،ج19ص195، ، عمر بن سليمان الأشقر ،نظرة في الإجماع الأصولي ، ص 73، الخضیری، الإجماع في التفسير، 36. [↑](#endnote-ref-35)
35. الدكتور عدنان كامل السرميني، حجية الإجماع، ص 7 [↑](#endnote-ref-36)